ماریشس کی سرزمین سے وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان

جماعت احمدیہ عالمگیر کو تین عظیم تاریخی تحائف کی خوشخبری

احمدیہ مسلم انٹرنیشنل ٹیلیویژن ۷ جنوری سے باقاعدہ پروگرام نشر کرے گا

الفضل انٹرنیشنل بھی ۷ جنوری ۱۹۹۴ء سے اپنی باقاعدہ اشاعت کا آغاز کرے گا

ریویو آف ریلجنز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق

دس ہزار کی تعداد میں شائع ہونا شروع ہو جائے گا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ماریشس سے مواصلاتی سیارے کے ذریعہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء کو خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ آج موجودہ سال کا آخری جمعہ اور آخری دن ہے مگر یہ دن آئندہ سال اور آنے والے سالوں کے لئے عظیم الشان خوشخبریاں لے کر آیا ہے۔ میں ماریشس کی جماعت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ خداتعالیٰ نے ان کو اس سعادت کے لئے چن لیا کہ اس سرزمین سے ان خوشخبریوں کا اعلان ہو جو میں کرنے والا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آئندہ احمدیہ مسلم انٹرنیشنل ٹیلیویژن۔ ایشیا، آسٹریلیا و جاپان سے لے کر افریقہ تک کے علاقے کے لئے ہفتہ میں ایک گھنٹہ کی بجائے انشاء اللہ روزانہ بارہ گھنٹے کا پروگرام پیش کیا کرے گا۔ جبکہ یورپ کے لئے ساڑھے تین گھنٹہ روزانہ کا پروگرام نشر ہوگا۔ خداتعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام مستقل طور پر جاری رہیں گے اور دنیا بھر میں بے شمار انسان ان سے استفادہ حاصل کریں گے۔

دوسری خوشخبری جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ عالمگیر کو سنائی وہ ہفتہ وار الفضل انٹرنیشنل (لندن) کے بارہ میں تھی۔ آپ نے فرمایا کہ الفضل انٹرنیشنل، انشاء اللہ نئی سج دھج اور شان کے ساتھ ۷ جنوری سے باقاعدہ اپنی اشاعت کا آغاز کرے گا۔ تیسری خوشخبری "ریویو آف ریلجنز" رسالہ کے بارہ میں تھی۔ فرمایا کہ خداتعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ریویو اب دس ہزار کی تعداد میں شائع ہونا شروع ہو جائے گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ خداتعالیٰ کے فضل کے ساتھ نیا ریویو تمام عالم پر بہت گہرے رنگ میں اثرانداز ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ عالمگیر کو بتایا کہ امسال خداتعالیٰ کے فضل سے پاکستان سمیت وقف جدید کے کل وعدہ جات ایک کروڑ باون لاکھ چھیاسٹھ ہزار آٹھ سو چھیاسٹھ روپے تھے اور اس کے مقابل وصولی ایک کروڑ اکانوے لاکھ اڑسٹھ ہزار بیاسی روپے ہوئی۔ حضور انور نے فرمایا کہ بعض جماعتوں نے اس سلسلہ میں قربانی کا اعلیٰ معیار قائم کیا ہے۔ یہ جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے ایک اعجازی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی گھٹی میں لبیک اللھم لبیک لکھ دیا ہے۔

آپ نے مزید بتایا کہ جماعت کو خداتعالیٰ کے فضل سے ۱۵ ہزار سے زائد وقف نو بچے (جن کو ان کے والدین نے انکی پیدائش سے پہلے ہی خدمت دین کے لئے وقف کر دیا تھا) عطا ہو چکے ہیں جن کی تربیت کا کام ہمارے ذمہ ہے۔

احباب جماعت کو دعاؤں کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ دعاؤں سے ہماری مدد کریں تاکہ

باقی صـ۱۰ پر

The AHMADIYYA GAZETTE AND annoor are published by the AHMADIYYA MOVEMENT IN iSLAM
2141 Leroy Place N.W. Washington DC 20008 Ph: (202) 232-3737; Fax: (202) 232-8181

Ahmadiyya Movement in
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

SECOND CLASS
U.S.POSTAGE
PAID
CHAUNCEY OHIO
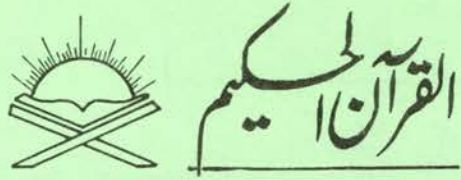
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ہ ——— (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۶)

ترجمہ :۔ رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے وہ (قرآن) جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اُسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اُس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور (یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تاکہ تم تعداد کو پورا کرلو اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم (اس کے) شکرگزار بنو۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللہُ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ، فَاِنْ اُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ : فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا ——— (بخاری کتاب الصوم الخ ص ۲۵۶/۱)

ترجمہ :۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو یعنی عید مناؤ اور اگر دھند یا بادل کی وجہ سے انتیس تاریخ کو چاند نہ دیکھ سکو یا چاند اُس روز ہوا ہی نہ ہو تو شعبان اور اسی طرح رمضان کے تیس دن پورے کرو مسلم کی روایت میں ہے کہ اگر بادل کی وجہ سے چاند نہ دیکھ سکو تیس دن کے روزے رکھو۔

روزہ رکھنے کی دُعا وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

روزہ کھولنے کی دُعا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

رمضان کے دن اللہ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں

روزہ دار کو چاہیئے کہ ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ

"... روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِّنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے اُنہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔"

(الحکم جلد ۹ نمبر ۱۰ مورخہ ۸ ؍جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزے چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳، صفحہ ۵ ۲۴ ؍جنوری ۱۹۰۱ء)

پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ

"خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ:
میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں
کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت
اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے، اور فتح اور ظفر کی کلید
تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ
جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام
برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا
ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی
کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔
سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی
تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔
خوبصورت اور پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے، اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس
سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔
اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں
آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی
رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا
جائے گا، اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔
مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء، کأنّ اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔
نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس
کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا
اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً۔"

(اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء)

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہم تصریحات

• ”اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ..... میں ایک پیشگوئی دربارہ تولّد ایک **فرزند صالح** ہے جو بصفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا..... ایسا لڑکا **بموجب وعدہ الٰہی** نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا.. یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک **عظیم الشان نشانِ آسمانی** ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف الرحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ واکمل وافضل واتم ہے۔“ (تبلیغ رسالت جلد اوّل صہ ۷۶ تا ۷۷)

• ”خدائے عزّوجلّ نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء واشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف وکرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام **محمود** بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ وہ **اولوالعزم** ہوگا اور **حسن واحسان میں تیرا نظیر** ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ رجمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ **ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے** جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر **بشیر** اور **محمود** بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا اور اگر مدّت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عزّوجلّ اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرلے۔ مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا ؎

اے فخرِ رسل قرب تو معلوم شد   دیر آمدہ زرہِ دور آمدہ

پس اگر حضرت باری جلّشانہٗ کے ارادے میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاؤل **بشیرالدین محمود** رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ **یہی لڑکا موعود لڑکا** ہو ورنہ وہ بفضلہ تعالیٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔“

(تبلیغ رسالت جلد اول صہ ۱۴۷، ۱۴۸ حاشیہ)

• ”مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں **فضل** رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا **محمود** اور تیسرا نام اس کا **بشیر ثانی** بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام **فضل عمر** ظاہر کیا گیا۔“ (سبز اشتہار صہ ۲۱ حاشیہ)

• ”میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام **محمود** ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے **کشفی طور پر** اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ **محمود**۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔“ (تریاق القلوب صہ ۴۲)

• بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا   جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا   دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی   فسبحان الّذی اخزی الاعادی

(درثمین)

خدا تعالیٰ کی رحمت جذب کرنے کا ذریعہ

نمازِ تہجّد

ارشاداتِ عالیہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جہاں عباد الرحمٰن کی یہ خصوصیّت بتائی گئی ہے کہ وہ مصائب اور مشکلات کے اوقات میں جو رات کی تاریکیوں سے مشابہت رکھتے ہیں دعاؤں اور گریہ وزاری سے کام لیتے اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکے رہتے ہیں وہاں اس میں تہجّد کی ادائیگی بھی عباد الرحمٰن کا شعار قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان کی راتیں خراٹے بھرتے ہوئے نہیں گزرتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی محبّت اور عبادت میں گزرتی ہیں۔ وہ جسمانی تاریکی دیکھ کر ڈرتے ہیں کہ کہیں ان پر روحانی تاریکی بھی نہ آجائے۔ اور وہ دعاؤں اور استغفار اور انابت سے خدا تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے نمازِ تہجّد کی اہمیّت ان الفاظ بیان فرمائی ہے کہ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلاً (مزمّل) یعنی رات کا اُٹھنا انسانی نفس کو مسلنے میں سب سے زیادہ کامیاب نسخہ ہے اور رات کو خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گرے رہنے والوں کی روحانیت ایسی کامل ہو جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ سچ کے عادی ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نمازِ تہجّد کا اِس قدر خیال رہتا تھا کہ آپؐ بعض دفعہ رات کو اُٹھ کر چکر لگاتے اور دیکھتے کہ کون کون تہجّد پڑھ رہا ہے۔ ایک دفعہ مجلس میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا ذکر آگیا کہ وہ بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں بڑا اچھا ہے بشرطیکہ تہجّد بھی پڑھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں حضرت عبد اللہ بن عمر تہجّد پڑھنے میں سستی کرتے ہوں گے۔ رسول کریمؐ نے اس ذریعہ سے انہیں توجّہ دلائی کہ وہ اپنی اس سستی کو دور کریں چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے اسی دن سے تہجّد کی نماز میں باقاعدگی اختیار کر لی۔

ایک دفعہ رات کے وقت آپؐ اپنے داماد حضرت علیؓ اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے اور باتوں باتوں میں دریافت فرمایا کیا تم تہجّد بھی پڑھا کرتے ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ! پڑھنے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جب خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت کسی وقت آنکھ نہیں کھلتی تو نماز رہ جاتی ہے آپؐ اسی وقت اُٹھ کر اپنے گھر کی طرف چل پڑے اور بار بار فرماتے وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلاً (بخاری کتاب الکسوف باب التہجّد فی اللیل) یعنی انسان اپنی غلطی تسلیم کرنے کی بجائے مختلف قسم کی تاویلیں کر کر کے اپنے قصور پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ آپؐ کا مطلب یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے انہوں نے یہ کیوں کہا کہ جب خدا کا منشاء ہوتا ہے کہ ہم نہ جاگیں تو ہم سوئے رہتے ہیں۔ اِسی طرح اپنی غلطی کو اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں منسوب کیا۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ اگر رات کو میاں کی آنکھ کھلے اور وہ تہجّد کے لئے اُٹھے تو اپنی بیوی کو بھی تہجّد کے لئے جگائے اور اگر وہ نہ اُٹھے تو اس کے مُنہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے اور اگر بیوی کی آنکھ کھل جائے اور اس کا میاں جگانے کے باوجود نہ اُٹھے تو اُس کے مُنہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے۔ آپؐ تہجّد کی اہمیّت پر اس قدر زور دیا کرتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصّہ میں اپنے بندوں کے قریب آجاتا ہے اور ان کی دعاؤں کو دن کی نسبت بہت زیادہ قبول کرتا ہے۔

آپؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ انسان نوافل کے ذریعہ مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ رات کا اٹھنا انسان کو اللہ تعالیٰ کے کس قدر قریب کر دیتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صہ ۵۶۲-۵۶۳)

"ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجّد کی نماز کو لازم کر لیں جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہرحال مل جائے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچّے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خوابِ رحمت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اُٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دُعا میں رقّت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیّت دُعا کا موجب ہو جاتے ہیں لیکن اگر اُٹھنے میں سُستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں۔"

(ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلد پنجم)

رمضان المبارک

روزہ ایک عظیم عبادت

عبدالقدیر شاہد

اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں فرماتا ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

سورۃ البقرہ 2

ترجمہ : اے لوگوں جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو سو تم روزے رکھو چند گنتی کے دن اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہو گی اور ان لوگوں پر جو اس کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کو کھانا دینا واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہو گا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے ۔

انسان کی اصلاح اور روحانی ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو عبادت مقرر فرمائی ہیں ان میں روزے کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے ۔ روزہ جہاں انسان میں صبر ، بہادری اور بلند ہمتی اور بنی نوع انسان کی ہمدردی پیدا کرتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی بقاء اور اس کے قرب کے دروازے کھول کر اس عبادت تمام عبادات کا معراج بنا دیتا ہے ۔ اسی لئے حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر عبادت کے لئے ایک مخصوص اجر ہوتا ہے لیکن روزے کا اجر میں خود ہوں ۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک بار چھ ماہ کے متواتر روزے رکھے تو اس کے نتیجہ میں اپنے مشاہدات کو اس طرح بیان فرمایا ۔

" اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے ۔ وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گزر چکے ہیں ۔ ان سے ملاقات ہوئی ۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنینؓ و علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا ۔ یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن ذکر کرنا موجب تطویل ہے ۔ اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بلکل طاقت تحریر سے باہر ہے ۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمک دار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی ۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی ۔ "

(ملفوظات ، جلد چہارم ، صفحہ 199-198)

رمضان کے روزے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ (سورة البقره 2 : 186)

ترجمہ : رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے اور کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے ایسے دلائل جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی قرآن میں الٰہی نشان بھی ہیں اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو اس حال میں دیکھے کہ نہ مریض ہو نہ مسافر اسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنی واجب ہو گی اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور تا کہ تم تعداد کو پورا کر لو اور اس بات پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تا کہ تم اس کے شکر گزار بنو

رمضان رمض سے مشتق ہے جس کے معنیٰ حرارت اور تپش کے ہیں گویا کہ اس مقدس مہینہ میں روزوں ، دن رات کی عبادتوں تلاوت قرآن مجید اور تبتل الی اللہ کے ذریعہ مومنوں کے دلوں میں ایک غیر معمولی روحانی گرمی پیدا ہوتی ہے اور محبت اور عشق الٰہیٰ کی تپش آسمان سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کی تپش کو جذب کرنے کا موجب ہوتی ہے اور اس طرح زمینی اور آسمانی تپش کی دو حرارتیں مل کر عجائبات اور کرشمے دکھاتی ہیں اس لئے اس مہینے کا نام رمضان یعنی دو حرارتیں رکھا گیا ۔

" ابن اسحق کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ ہر سال رمضان کے مہینہ میں روزے کے ساتھ اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ ایک سال حضورؐ اپنے دستور کے مطابق غار حراء میں معتکف تھے کہ حضرت جبرائیلؑ آپ کے پاس آئے اور پہلی وحی آپ پر نازل فرمائی ۔" الغرض اسی ماہ میں قرآن کریم کے نزول کی ابتداء ہوئی ۔

گویا آسمانی فیوض کی کھڑکیاں انسان کے لئے کھول دی گئیں ۔ اور انسانیت کی تخلیق کا مقصد اپنے کمال تک پہنچا دیا گیا یہی وہ مہینہ ہے جسے روزوں اور غیر معمولی عبادات کے لئے چنا گیا تا انسان اپنے آپ پر ایک روحانی انقلاب برپا کر کے عبادت اور ریاضت اور قرآن کریم کی تعلیم پر عمل پیراء ہو کر تمام گناہوں سے پاک و صاف ہو کر خود کو اپنے آسمانی آقا کے دیدار اور اس کی بقاء کے قابل بنا سکے اور اخلاقی اور روحانی لحاظ سے ایسے بلند اور مضبوط مقام کی طرف گامزن ہو جائیں کہ جس پر انحطاط ممکن نہ رہے اور اس طرح انسان اپنی تخلیق کے مقصد کو حاصل کر لے ۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ " جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے ۔" (بخاری)

رمضان اور تلاوت قرآن مجید

رمضان اور قرآن مجید کا گہرا تعلق ہے اس ماہ میں قرآن کریم کی بطور خاص تلاوت کرنی چاہئیے حدیثوں میں آتا ہے ہر سال حضرت جبرائیلؑ رمضان میں آنحضرتؐ کے پاس آکر قرآن کریم کا ایک دور مکمل کرتے تھے اور حضورؐ کی زندگی کے آخری سال رمضان میں آکر قرآن کریم کے دو دور مکمل کئے ۔ احباب جماعت کو چاہئیے کہ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے درس کا خاص اہتمام کریں اور تمام احباب کو چاہئیے کہ اس با برکت مہینہ میں خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب کو کم از کم ایک بار ترجے کے ساتھ ضرور پڑھیں اور اپنی زندگیوں کو قرآنی انوار سے معمور کر لیں اور اس مقدس تعلیم پر عمل پیراء ہونے کا عہد کریں اور اگر ہو سکے تو قرآن کریم کی تلاوت دو دور مکمل کریں جس میں اس بات کا اشارہ ہو کہ ہم اسے ایک بار پڑھ کے چھوڑ نہیں دیں گے بلکہ پورے ذوق و شوق سے اسے بار بار پڑھتے رہیں گے ۔

رمضان میں نماز تراویح

رمضان کی راتوں کو زندہ رکھنا ، کم سونا اور رات کا کافی حصہ عبادت الٰہیٰ میں گزارنا بڑی برکتوں کا موجب ہے ۔ ان عبادات میں نماز تراویح بہت اہمیت رکھتی ہے ۔ رات کے آخری حصہ تہجد کے وقت یا عوام الناس کی سہولت کے لئے عشاء کے بعد نفلی نماز جو عموماً با جماعت ادا کی جاتی ہے اسے نماز تراویح کہتے ہیں ۔ اس نماز کی آٹھ رکعتیں ہیں چار رکعتوں کے بعد تھوڑا سا بیٹھ کر آرام کر لیا جاتا ہے ۔ قادیان اور ربوہ میں بہت سی مساجد میں یہ معمول تھا کہ حفاظ رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن مجید ختم کر لیتے تھے ۔

آخری عشرہ اور لیلتہ القدر

رمضان کے آخری عشرہ میں قرآن کریم کے نزول کی ابتدا کی وجہ سے آخری دس دنوں کو بہت اہمیت حاصل ہے پھر رسول کریمؐ کے مطابق آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی رات ایک خاص گھڑی آتی ہے اور یہ بہت ہی مبارک رات ہوتی ہے جس میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اس رات کو " لیلتہ القدر " کہتے ہیں جس کے بارے میں قرآن کریم میں آتا ہے کہ

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ؕ

(سورۃ القدر 97 : 4)

یعنی یہ تقدیروں والی عظیم الشان رات ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے اس رات کی تلاش میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا صحابہ کرامؓ اور صلحاء امت کا معمول رہا ہے ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور خلوص نیت کے ساتھ لیلتہ القدر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر الٰہی میں بسر کی اس کے سارے گناہ بخشے گئے اور آنحضورؐ نے لیلتہ القدر حاصل ہونے پر جو دعا سکھائی وہ یہ ہے ۔

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی

آخری عشرہ میں اعتکاف

حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آنحضرتؐ کر ہمت کس لیتے تھے اور اپنے اہل کو نماز کے لئے جگاتے تھے اور اپنی راتوں کو عبادت کے ذریعے زندہ کر دیتے تھے اسی عشرہ میں اعتکاف کے بارے میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپؐ کا وفات تک یہی معمول رہا اس کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات بھی ان دنوں میں اعتکاف بیٹھتی تھیں ۔

اعتکاف کی صورت یہ ہے کہ انسان رمضان کے آخری دس دنوں میں دنیاوی تعلقات اور علائق سے منقطع ہو کر اپنے آپ کو مسجد میں محض عبادت اور ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کریم اور لیلتہ القدر کی تلاش اور مغفرت کی طلب کے لئے وقف کر دے سوائے قضائے حاجت یا جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد میں جانے کے معتکف کو مسجد سے باہر یا اپنی بیوی کے پاس جانے کی اجازت نہیں ۔ قادیان اور ربوہ کی مساجد میں بہت سے عبادت گزاروں کا آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کا معمول رہا ہے

فدیہ رمضان ، انفاق فی سبیل اللہ اور صدقتہ الفطر

جو شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو جو روزے رکھنے کی وجہ سے بڑھ جائے یا بڑھاپے یا دائم المریض ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کو اپنے روزوں کا فدیہ ادا کرنا چاہیئے جس سے کسی دوسرے مسکین کو کھانا کھلایا جا سکے علاوہ ازیں مومنوں کو رمضان میں صدقہ و خیرات اور انفاق فی سبیل اللہ پر بھی بہت زور دینا چاہیئے ۔ آنحضرتؐ کے بارے میں آتا ہے کہ آپؐ ہمیشہ ہی انفاق فی سبیل اللہ میں بہت اہتمام سے کام لیتے تھے مگر رمضان میں تو باوجود مالی تنگی کے آپؐ کا ہاتھ غریبوں کی مدد کے لئے ایک تیز آندھی کی طرح چلتا تھا کیونکہ جب آندھی چلتی ہے تو روک کو خاطر میں نہیں لاتی ۔

رمضان میں عید کی نماز سے پہلے صدقتہ الفطر ادا کرنے کا حکم ہے جو گھر کے سب اہل و عیال بلکہ نوزائیدہ بچے کی طرف سے بھی ادا ہونا چاہیے تاکہ یہ صدقہ عید کی خوشیوں میں غریبوں اور مسکینوں کو بھی شامل کرنے کے لیے استعمال ہوسکے
۔ صدقتہ الفطر نماز عید ادا کرنے سے قبل ادا کرنا بے حد ضروری ہے ۔ لیکن یہ زیادہ مستحسن ہے کہ رمضان المبارک کے ابتدائی ایام میں صدقتہ الفطر ادا کردیا جائے ۔

1 ۔ روزہ طلوع فجر سے غروب شمس تک کھانے پینے اور اپنی بیوی سے ہم بستر ہونے سے رکنے کا نام ہے اسی طرح سارا دن جھوٹ اور لغو کاموں سے بچنا اور اپنا وقت عبادت اور ذکر الٰہی اور نیک کاموں میں گزارنے کے مفہوم میں شامل ہے

2 ۔ روزہ میں بھول چوک سے کچھ کھاجانے یا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے دعوت کا نام دیا جاتا ہے ۔

3 ۔ جان بوجھ کر روزہ توڑ دینا بڑا سخت گناہ ہے اور ایسے شخص پر بغرض توبہ کفارہ واجب ہے کہ وہ ساٹھ روز کے مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور کثرت سے استغفار کرے ۔

4 ۔ بیماری اور سفر کی حالت میں روزہ رکھنا ثواب کا موجب نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے سفر کے ختم ہونے کی خلاف ورزی ہے ۔ مریض کو صحتیاب ہونے پر اور مسافر کو سفر کے ختم ہونے پر اپنے روزوں کی گنتی پوری کرنی چاہئیے ۔

5 ۔ نفس کے بہانے یا بیماری کے موہوم ڈر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دینا گناہ کا موجب ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

سورۃ البقرہ 2

یعنی اگر تم علم رکھتے ہو تو سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے ۔ پس کسی بھائی یا بہن کو نفس کے کسل یا صحت کے کمزور ہونے کے ڈر سے روزہ کی نعمت سے محروم نہیں ہونا چاہئیے ۔

6 ۔ روزہ دار کا سحری آخری وقت میں کھانا اور افطار اور غروب کے بعد جلد کرنا مستحب ہے اور اسی میں برکت ہے ۔

7 ۔ کلی کرنے ، ناک میں پانی ڈالنے ، سر یا داڑھی میں تیل لگانے ، نہانے ، برش کرنے اور خوش بو لگانے ، مالش کروانے ، آئینہ دیکھنے یا اپنی بیوی یا بچے کا پیار سے بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی یہ چیزیں روزہ میں منع ہیں ۔

8 ۔ جنابت کی حالت میں اگر نہانا مشکل ہو تو بغیر نہائے کھانا کھا کر اور نیت کر کے روزہ رکھ لینا جائز ہے ۔

9 ۔ حائضہ اور نفاس والی عورت کو اور اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اپنی حالت تبدیل ہونے تک روزہ رکھنے کی اجازت نہیں البتہ حالت تبدیل ہو جانے بعد ان روزوں کی بعد میں گنتی پوری کرنے کا حکم ہے ۔

10 ۔ روزہ دار کے جھوٹ اور برے کاموں میں مشغول رہنے سے روزہ کی اصل غرض و غایت ختم ہو جاتی ہے اور آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق ایسا شخص روزہ رکھ کر خواہ مخواہ بھوکا اور پیاسا رہا لہذا روزہ رکھ کر سارہ وقت نیکی اور دینی کاموں میں گزارنا چاہئیے ۔ تاش کھیلنا ، گپ شپ میں مشغول رہنا ، بے ہودہ فلمیں دیکھنا ، گالی گلوچ کرنا یہ سب باتیں روزہ کی روح کے خلاف ہیں لہذا روزہ کے اصل مقصد کے حصول کے لئے اپنا وقت عبادت اور نیکی اور دینی کاموں میں گزارنا چاہئیے ۔

حرف آخر تمام احباب جماعت کو چاہئیے کہ رمضان المبارک کی تمام برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور روزوں اور عبادتوں اور ذکر الہیٰ اور درس و تدریس نیز نماز تراویح اور تہجد اور قرآن خوانی اور صدقہ و خیرات کے ذریعہ لقاء الہیٰ اور روحانی مشاہدات کی نعمت سے متمتع ہوں اور اگر بیماری یا مجبوری کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذوری ہو تو حضرت مسیح علیہ السلام کے الفاظ میں بڑے درد اور الحاح سے یہ دعا کرنی چاہئیے کہ

" الہیٰ یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے ۔ اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ ۔ "

(روحانی خزائن ، جلد 13 ، کتاب البریہ ، صفحہ 258)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے دعا کرنے والے کے لئے فرماتے ہیں

" مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا طاقت بخش دے گا ۔
... اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے ۔... جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا ۔ اور اس کا دل بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے ۔

(روحانی خزائن ، جلد 13 ، کتاب البریہ ، صفحہ 259)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی جملہ برکات اور فیوض سے مالا مال فرمائے ۔ آمین

بقیہ صـ۱ سے

" وہ انقلاب جو میں فضا میں ظاہر ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں، جو ہوا میں محسوس کر رہا ہوں، میری توقعات سے بھی بڑھ کر تیزی کے ساتھ آئے اور خدا کے فضلوں کی نئی برساتیں لے کر آئے، نئی بہاریں لے کر آئے۔ نئے نئے پھول گلشن احمدیت میں کھلتے ہم دیکھیں۔ نئے نئے رنگوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ تمام عالم میں ہم ان کو سجائیں اور انکی خوشبو سے ساری دنیا مہک جائے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ " (آمین)

پیشگوئی مصلح موعودؑ اور قبولیتِ دُعا کا نشان

مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے حکم پاکر مارچ ۱۸۸۵ء کو دنیا میں اسلام کی زندگی کے ثبوت میں نشان نمائی کی دعوت دی اور یہ اشتہار بیس ہزار کی تعداد میں شائع کیا جس میں دنیا بھر کے بادشاہوں وزیروں اور مذہبی لیڈروں کو چیلنج دیا گیا کہ اگر انہیں اسلام کی حقانیت یا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت یا خدا تعالیٰ کے متعلق کوئی شبہ ہو تو وہ اپنی تسلی کر لیں اس اعلانِ دعوت میں آپؑ نے یہ بھی تحریر فرمایا۔

"اگر آپ آویں اور ایک سال رہ کر کوئی آسمانی مشاہدہ نہ کریں تو دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے آپ کو ہرجانہ یا جرمانہ دیا جائے گا۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۲۱)

اس دعوتِ نشان نمائی کو صرف دو اشخاص منشی اندرمن مراد آبادی اور پنڈت لیکھرام نے قبول کیا۔ منشی اندرمن مراد آبادی قادیان تشریف نہ لائے ان کی تسلی کے لئے جب چوبیس سو روپیہ لاہور بھیجا گیا تو لاہور سے فرید کوٹ چلے گئے اور خاموشی اختیار کر لی۔ دوسرے صاحب پنڈت لیکھرام پشاوری قادیان ضرور آئے مگر وہ مقررہ مدت ٹھہرنا نہیں چاہتے تھے۔ جب یہ مدت کم کر کے ایک سال کر دی گئی تو پھر بھی پنڈت لیکھرام نہ مانے۔ حضرت اقدسؑ نے کہا کہ اگر وہ ایک سال نہیں ٹھہر سکتے تو کم از کم چالیس دن ضرور ٹھہریں مگر انہوں نے ان دونوں صورتوں میں سے کسی صورت کو منظور نہ کیا۔"

(ماخوذ از اشتہار صداقت انوار۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۸)

اس دعوتِ نشان نمائی کو جب کسی نے مقررہ شرائط کے ساتھ قبول نہ کیا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یکطرفہ طور پر دنیا کو نشان دکھانے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں شروع کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ

تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی۔

(تذکرہ صفحہ ۱۳۸)

اس ارشادِ الٰہی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۲ فروری ۱۸۸۶ء کو ہوشیار پور تشریف لے گئے اور وہاں چالیس روز تک دعاؤں میں مصروف رہے اس چلہ کشی کے نتیجہ میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک رحمت کے نشان کے طور پر ایک عظیم لڑکے کی بشارت دی۔

"کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُس کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحبِ شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰)

جب اشتہار شائع کیا گیا تو بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ معلوم نہیں موعود لڑکا کب پیدا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اعتراض کا جواب ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یوں دیا

"کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا لیکن

ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۴)

۷ اگست ۱۸۸۷ء کو بشیر اوّل کی پیدائش ہوئی اور پیشگوئی "خوبصورت لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے" کے مطابق یہ لڑکا ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو فوت ہو گیا جس پر اس پیشگوئی پہ بہت زیادہ اعتراضات کئے گئے اور سخت طنز و استہزا کیا گیا جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ رشتہ اخوت رکھنے والوں پر سخت ابتلاء آیا اور جلد ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس موعود لڑکے کے متعلق مزید وضاحت فرمائی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو سبز رنگ کے اوراق پر شائع فرمایا جو سبز اشتہار کے نام سے مشہور ہوا جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تحدی سے لکھا۔

"دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا ہے کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی معیاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا، زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۷۰)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تضرعات کو سنا اور ان کی خوشی کا سامان جلد مہیا فرما دیا چنانچہ وہ موعود لڑکا ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس پسر موعود کی پیدائش پر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو "تکمیل تبلیغ" کے نام سے اشتہار شائع فرمایا جس میں خدائی حکم کے ماتحت آپ نے ایک جماعت کے قیام اور اس میں شامل ہونے کے لئے دس شرائط بیعت کا اعلان بھی فرما دیا۔ اس طرح خدائی مشیت کے بموجب "دعوتِ نشانِ نمائی" کے مطابق پسرِ موعود کی پیشگوئی کا ظہور اور دینِ حق کے غلبہ کی غرض سے جماعت کے قیام کا اعلان ایک ہی وقت میں ہوا۔

چنانچہ اسی اشتہار "تکمیلِ تبلیغ" میں آپ نے مصلح موعود کی ولادت کی اطلاع ان الفاظ میں دی۔

"خدائے عزّوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء، اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ قادر ہے جس طور پر چاہتا ہے پیدا کرتا ہے سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ روز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۹۱)

پسر موعود کی پیدائش کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس کا انکشاف ہو گیا کہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق مرزا بشیر الدین محمود احمد ہی ہے تو آپ نے سراج منیر میں سبز اشتہار کی پیشگوئی (جو پیشگوئی مصلح موعود کی وضاحت ہے) کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا چنانچہ آپ ۱۸۹۷ء میں فرماتے ہیں۔

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز رنگ کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں میں تقسیم ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔ .... سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہو گیا کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو۔"

(سراج منیر صفحہ ۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پسر موعود کا ذکر اپنی کتاب ضمیمہ انجام آتھم میں کیا ہے۔

"محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی مع محمود کے نام سے موجود ہے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۵)

اسی مصلح موعود کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تریاق القلوب مطبوعہ ۱۸۹۹ء میں فرماتے ہیں۔

"محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا... پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ پھر جبکہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی ہے اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں نہایت واضح طور پر حضرت مصلح موعودؓ کو اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا۔ ۱۹۰۷ء میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں ایک دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترہویں سال میں ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وجود کو اپنی کتب میں پیشگوئی کی صداقت میں پیش کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کے نزدیک حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہی اس کے مصداق تھے تب ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں باقاعدہ طور پر ان کی عمر درج کرتے رہے ہیں تاکہ احباب جماعت کو معلوم ہوتا رہے کہ دعوت نشان نمائی کا زندہ وجود ان کے درمیان کھڑا اس بات کا ثبوت دے رہا ہے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے اور صرف حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں۔

نور آتا ہے نور

شیخ نور احمد صاحب منیر، سابق مبلغ مشرق وسطیٰ

حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق پیشگوئی کے جو الفاظ ہیں ان میں ایک الہامی فقرہ "نور آتا ہے نور" بھی ہے۔ ان پر شوکت الفاظ میں حضرت مصلح موعودؓ کے اعمال جلیلہ اور تحریکات کا خوشکن نتیجہ بیان کیا گیا ہے۔ لفظ "نور" میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ اسلام کے خلاف تاریکی کا زمانہ نور سے بدل جائے گا اور آپ کے نمایاں کارناموں سے دنیا میں دین حق کا نور پھیلے گا اور معاندین حق کے خطرناک منصوبے ناکام ہو جائیں گے اور اس بلند و بالا مبارک مقصد کے لئے خدا تعالیٰ آپ کو غیر معمولی فکری اور علمی صلاحیتوں سے نوازے گا اور جو اس وقت حق کے روشن چہرے پر گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے ہیں ان کو حضرت مصلح موعودؓ کی عظیم شخصیت دور کر دے گی۔ مایوسی اور تاریکی کو نور میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ سنجیدہ اور فہمیدہ اشخاص زبان حال سے کہیں گے بلاشبہ "نور آتا ہے نور"

پیشگوئی مصلح موعود میں بتلایا گیا ہے۔

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

اور پیشگوئی مصلح موعود کی بنیادی غرض یہ بتلائی گئی۔

"تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔"

اور اس کے نتیجہ میں انقلاب روحانی دیکھنے میں آئے گا اور اس کے نتائج مثبت برآمد ہوں گے۔

"وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں
اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے وجود مبارک میں ان باتوں کو پورا کرنے اور اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے آپ کو قرآنی اور علم لدنی سے نوازا۔ آپ کو قرآن کریم کی تفسیر کا ایسا عظیم علم دیا گیا جسے مخالفین نے بھی تسلیم کیا۔ مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار نے اعتراف کیا اور لکھا:۔

"کان کھول کر سن لو! تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود احمد کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے، مرزا محمود احمد کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔"

(ایک خوفناک سازش مصنفہ مولانا مظہر علی اظہر صفحہ ۱۹۶)

۴ر مارچ ۱۹۲۷ء کو لاہور میں زیر صدارت علامہ اقبال حضرت مصلح موعودؓ نے مذہب اور سائنس کے موضوع پر لیکچر دیا۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ صدر نے صدارتی ریمارکس میں کہا۔

"ایسی پُر از معلومات تقریر بہت عرصہ کے بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے خاص کر جو قرآن شریف کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ تو نہایت ہی عمدہ ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتہ کے ذریعہ علم قرآن سے نوازا ہے چنانچہ آپ نے پُر شوکت الفاظ میں اعلان کیا۔

"دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے، دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے، دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آجائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا رد ہو گیا اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں خدا کے کلام سے ہی اس کو جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کو رد کر کے دکھا دوں گا۔"

(الفضل ۱۸ر فروری ۱۹۵۸ء)

آپؓ نے قرآن کریم کی جو تفاسیر تحریر کی ہیں اس میں غیر معمولی علمی وسعت پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورت الکوثر ہے جس کی صرف تین آیات ہیں مگر حضرت مصلح موعودؓ نے اس سورت کی تفسیر میں ۱۵۷ صفحات تحریر کئے ہیں جو بڑی تقطیع میں ہیں اور اس میں آپ نے سرور کائنات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء پر فضیلت کے ۱۸ دلائل ساطعہ دیئے ہیں۔ ارکان اسلام کی فلاسفی اور اس کے فضائل موازنہ کے انداز میں تحریر کر کے ثابت کیا ہے کہ

"ان الدین عند اللہ الاسلام"

اسلامی عبادات کی فضیلت پر دلائل نیرّہ دیئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمان الٰہی۔

"انک لعلی خلق عظیم"

اور آپ کے مزکّی ہونے کے ۳۰ دلائل تحریر کئے ہیں۔ سورۃ کوثر کی یہ تفسیر کیا ہے ایک بحرِ زخّار ہے جس کی امواج متلاطمہ میں انسان غسل کر کے غیر معمولی سکون اور برودت محسوس کرتا ہے اور انسان حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ اس تفسیر کے اختتام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیّین ہونے کے براہین ساطعہ تحریر کئے ہیں۔

آپ نے اپنے زمانہ امامت میں ۱۶ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں کرائے۔ ۳۱۸ مساجد قیام توحید کے لئے تعمیر کروائیں بالخصوص یورپ، امریکہ اور افریقہ کے صحراؤں کے ۴۶ ممالک میں تبلیغی مشن قائم کئے گئے جہاں مبلغین اسلام

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کی ندا کرتے ہوئے لوگوں کو آغوش حق میں داخل کرتے ہیں یہ تمام امور آپ

کے متعلق اس پیشگوئی کی صداقت وحقانیت کو ثابت کرتے ہیں۔

"نور آتا ہے نور" کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ کی قلم نے عظیم لٹریچر پیدا کیا آپ کی تصنیفات تعداد کے لحاظ سے تقریباً ۲۰۰ کے قریب بنتی ہیں جن میں تقریباً یکصد کے نام ہم ذیل میں تحریر کرتے ہیں۔ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ جو لٹریچر آپ نے اپنی یادگار چھوڑا ہے وہ گنجینۂ جواہر ہے وہ بیش بہا نکات و معارف کا مجموعہ ہے اور یہ لٹریچر ببانگ دہل اعلان عام کر رہا ہے۔

"نور آتا ہے نور"

آپ کا یہ کارنامہ جہاں محیّر العقل ہے وہاں عدیم المثال بھی ہے ملاحظہ ہو۔

۱۔ دلائل ہستی باری تعالیٰ
۲۔ صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے
۳۔ مسئلہ نجات۔ ردّ عیسائیت
۴۔ مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے
۵۔ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکتا ہے
۶۔ منصب خلافت
۷۔ تحفۃ الملوک
۸۔ برکات خلافت
۹۔ انوار خلافت
۱۰۔ محبت الٰہی
۱۱۔ عرفان الٰہی
۱۲۔ تقدیر الٰہی
۱۳۔ حقیقۃ الرؤیا
۱۴۔ تقریر نجات
۱۵۔ منہاج الطالبین
۱۶۔ حق الیقین
۱۷۔ ذکر الٰہی
۱۸۔ پیغام صلح
۱۹۔ حقیقۃ النبوت
۲۰۔ آئینہ صداقت
۲۱۔ القول الفصل
۲۲۔ پانچ سوالوں کے جواب
۲۳۔ اسلام اور دیگر مذاہب
۲۴۔ لڑکی کا مستقبل
۲۵۔ معاہدۂ ترکیہ
۲۶۔ تحفہ شہزادہ ویلز
۲۷۔ تقریر سیالکوٹ
۲۸۔ اظہار حقیقت
۲۹۔ قبولیت دعا کے طریق
۳۰۔ ترک موالات
۳۱۔ حقیقۃ الامر
۳۲۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز
۳۳۔ ملائکۃ اللہ
۳۴۔ سیر روحانی
۳۵۔ انقلاب حقیقی
۳۶۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام
۳۷۔ صداقت احمدیت
۳۸۔ قول الحق
۳۹۔ اساس الاتحاد
۴۰۔ سیرت مسیح موعودؑ
۴۱۔ ہمارا رسولؐ
۴۲۔ پیغام آسمانی
۴۳۔ تقریر دلپذیر
۴۴۔ دعوۃ الامیر
۴۵۔ تحفہ لارڈ اردن
۴۶۔ ہندو مسلم فسادات
۴۷۔ مسلمانانِ ہند کے امتحان کا وقت
۴۸۔ کارنامے حضرت بانی احمدیتؑ
۴۹۔ نہرو رپورٹ پر تبصرہ
۵۰۔ سیاسی مسئلہ کا حل
۵۱۔ لیکچر شملہ
۵۲۔ دنیا کا محسن
۵۳۔ اسوۂ کامل
۵۴۔ تبلیغ حق
۵۵۔ چشمۂ توحید
۵۶۔ مدارج تقویٰ
۵۷۔ رسول اللہ صلعم کی قربانیاں
۵۸۔ حقائق القرآن
۵۹۔ درس القرآن
۶۰۔ کلام محمود
۶۱۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس
۶۲۔ سرزمین کابل میں تازہ نشان
۶۳۔ ہستی باری تعالیٰ
۶۴۔ سیرت النبی صلعم
۶۵۔ معارف القرآن
۶۶۔ ہدایات زرّین
۶۷۔ اسلام اور ملکیت زمین
۶۸۔ تعلق باللہ
۶۹۔ آپ اسلام اور مسلمانوں کیلئے کیا کر سکتے ہیں
۷۰۔ اسلام کا اقتصادی نظام
۷۱۔ نظام نو
۷۲۔ اسلامی نماز
۷۳۔ اعمال صالح
۷۴۔ خطبات محمود ہر دو حصّہ
۷۵۔ خزینۃ العلوم
۷۶۔ الازہار لذوات الخمار
۷۷۔ ایک سیاسی لیکچر
۷۸۔ فرائض مستورات
۷۹۔ تفسیر سورۃ کہف
۸۰۔ دیباچہ تفسیر القرآن
۸۱۔ تفسیر کبیر جلد اول جزو اوّل
۸۲۔ تفسیر کبیر جلد سوم
۸۳۔ تفسیر کبیر جلد ۶ جزو اوّل
۸۴۔ تفسیر کبیر جلد ۶ جزو دوم
۸۵۔ تفسیر کبیر جلد ۴ جزو سوم
۸۶۔ زندہ مذہب
۸۷۔ خطبات النکاح ہر دو حصّہ
۸۸۔ خطبات عیدین
۸۹۔ چند غلط فہمیوں کا ازالہ
۹۰۔ خدا کے قہری نشان
۹۱۔ احمدیت کا پیغام
۹۲۔ ضرورت مذہب
۹۳۔ زندہ خدا کے زبردست نشان
۹۴۔ مطالبات تحریک جدید
۹۵۔ فتح اسلام
۹۶۔ مذہب اور سائنس
۹۷۔ تقریر شملہ
۹۸۔ میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں
۹۹۔ ندائے ایمان ہر سہ ٹریکٹ
۱۰۰۔ قیام پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں

بقیہ صد 18 سے

کی طرف سے شائع شدہ کتاب میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

"فطرانہ کی کل رقم کا دسواں حصّہ (ربوہ کے محلوں کی طرف سے چوتھا حصّہ) براہ راست جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بھجوایا جائے جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی میں مرکز ربوہ کے غرباء میں تقسیم کیا جائے۔ باقی رقم جماعتیں مقامی طور پر اپنے غرباء میں تقسیم کر سکتی ہیں اور جو رقم بچے اسے دوسرے چندوں کے ہمراہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کرا دیا جائے۔ اس رقم کو کسی دوسرے مصرف میں لانا جائز نہیں۔ اور نہ ہی اس امر کی اجازت ہے کہ باقی ماندہ رقم آئندہ خرچ کرنے کے لئے محفوظ کر لی جائے بلکہ جو رقم عید سے پہلے تقسیم ہونے سے بچ جائے وہ مرکز میں بھیج دی جائے۔"

(نظام بیت المال صد ۶)

عید فنڈ

یہ فنڈ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں قائم کیا گیا تھا۔ اس وقت اس کی رقم ہر کمانے والے کے لئے ایک روپیہ فی کس تھی۔ یہ فنڈ ہر عید کے موقع پر وصول کیا جاتا ہے۔ نظارت بیت المال صدر انجمن احمدیہ کے بیان کے مطابق:

"عید فنڈ مرکزی چندہ ہے اس لئے اس کی کل رقم مرکز میں بھجوائی جائے۔ عید فنڈ میں سے کوئی رقم مقامی طور پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔"

(نظارت بیت المال صد ۶۱)

روزوں کے احکام

(از علامہ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ)

روزہ کے اقسام۔ جو روزے شریعت سے ثابت ہیں ان کی چار قسمیں ہیں۔ اوّل فرضی۔ دوم نفلی سوم نذری۔ چہارم کفاری۔

اوّل فرضی روزے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر مقرر کئے گئے ہیں اور جن کا رکھنا ہر ایک شخص پر فرض ہے۔ جو ان کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو ان کو نہ رکھے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے وہ روزے ماہ رمضان کے ہیں۔ جو شخص صحت کی حالت میں اپنے اہل میں موجود ہو اُس پر رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہے۔ اگر وہ ایک دن کا بھی روزہ چھوڑے گا تو ایسا گناہ گار ہوگا کہ تمام عمر کا روزہ بھی اس کی طرف سے کفایت نہیں کرے گا۔ ہاں جو شخص مسافر یا بیمار ہو وہ اور دنوں میں ان روزوں کو ادا کر سکتا ہے اور جو دائم المریض ہو یا پیر فرتوت ہو یا حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت ہو ان پر روزہ نہیں۔ یہ ہر روز ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ کے ادا کریں۔

رمضان میں بھول کر ایسا کام کرنا جس سے روزہ ٹوٹتا ہو۔ جیسے کھانا پینا۔ اس سے شرعاً روزہ نہیں ٹوٹتا (یعنی اس کا روزہ ہو جاتا ہے)۔ اگر (کوئی شخص) غلطی سے روزہ کھول دے اس طرح کہ وہ شخص سمجھے کہ شام ہو گئی ہے حالانکہ ابھی شام نہیں ہوئی تھی تو اس شخص پر ایک دن کا روزہ اور ہے۔ اور جو شخص رمضان میں روزہ رکھنے کے بعد جان بوجھ کر روزہ توڑے حالانکہ اس کو کوئی عذر مرض یا سفر کا نہیں تو ایسے شخص کے لئے کفارہ یہ ہے کہ وہ غلام آزاد کرے اور اگر اسے اس کی طاقت نہ ہو یا غلام نہ ملے تو ساٹھ دن کے متواتر روزے رکھے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے

(۱) مسئلہ۔ اگر رمضان میں کسی شخص کو سحری کے وقت کھانا کھانے کا موقعہ نہ ملے تو وہ اس عذر سے روزہ افطار کر سکتا ہے؟

جواب۔ رمضان میں دن کے وقت کھانا پینا اور جماع کرنا حرام ہے سوائے مسافر اور مریض کے۔ پس اس شخص کو روزہ رکھنا چاہیئے سحری کھانا روزہ کے لئے کوئی شرط نہیں۔ ہر شخص جو سحری نہ کھانے کے عذر سے روزہ چھوڑتا ہے ویسا ہی گنہگار ہے جیسا کہ جان بوجھ کر رمضان میں روزہ نہ رکھے۔

(۲) مسئلہ۔ مرض اور سفر کی حد کیا ہے؟

جواب۔ شریعت نے درحقیقت کوئی حد مقرر نہیں کی ہر ایک شخص کے دل پر اسے چھوڑا ہے۔ شریعت کے مختلف فتووں پر غور کرنے سے اور مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے سفر کی حد گیارہ میل اور مرض کی حد یہ کہ جس سے سارے بدن میں تکلیف ہو یا کسی ایسے عضو میں تکلیف ہو جس سے سارا جسم بیقرار ہو ثابت ہوتی ہے جیسے بخار یا آنکھ کا درد۔

(۳) مسئلہ۔ جو لوگ مزدوری پیشہ یا زمینداری پیشہ ہوں اور رمضان میں انکو ایسی مشقت کا کام ہو کہ اگر وہ اس کام کو چھوڑ دیں تو چھ ماہ کی فصل ضائع ہوتی ہے اور اگر اس کام کو کریں تو روزہ نہیں رکھ سکتے ایسے لوگ کیا کریں؟

جواب۔ ان لوگوں کو چاہیئے کہ یہ گیارہ مہینہ میں اتنی کمائی کریں کہ ایک مہینہ مزدوری اور مشقت سے رہائی پا سکیں اور زمیندار بجائے اپنے کسی اور کو کھڑا کریں لیکن جو شخص کسی طرح بھی مشقت سے رہائی نہیں پا سکتا اور نہ وہ اپنے قائم مقام دوسرے کو کر سکتا ہے اور نہ اس مشقت کے ساتھ روزہ کو نباہ سکتا ہے تو ایسا شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتویٰ کی رو سے بیمار اور مسافر کے حکم میں ہے کہ جب اس کو سال میں آسانی ہو ان دنوں میں وہ روزے رکھے مثلاً موسم سرما میں یا جن دنوں میں کام سے فراغت ہو۔

(۴) مسئلہ۔ جو شخص رمضان میں صحت یافتہ ہے لیکن اسے خوف ہے کہ اگر میں روزے رکھونگا تو بیمار ہو جاؤں گا یا طبیب کہتا ہے کہ روزے رکھو گے تو بیمار ہو جاؤ گے۔

جواب۔ ایسے شخص کا اپنا خوف تو کوئی چیز نہیں ہے۔ ہاں اگر طبیب کہتا ہے تو یہ شخص بیمار کے حکم میں ہے اسے صحیح (تندرست کہنا غلط ہے)۔

(۵) مسئلہ۔ جس شخص کا سفر اس کی ملازمت کے فرائض یا کسب میں داخل ہو اس کا کیا حکم ہے جیسے محکمہ ریلوے میں ڈاک کے ملازم، ڈرائیور گارڈ، یا ہر کارے یا دورہ کرنے والے حکام ہیں؟

جواب۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتوے کی رو سے وہ لوگ مسافر نہیں ان کو روزہ رکھنا چاہیئے۔ ان کا سفر ایسا ہی ہے جیسے ہل چلانے والے کا پھرنا۔

(۶) مسئلہ۔ رمضان کی ابتداء اور انتہاء کس طرح

معلوم ہو؟

جواب۔ ابتداء۔ یا تو رمضان کا چاند دیکھیں اور اگر بادل ہو تو شعبان کے تیس ۳۰ دن پورے کریں تو رمضان شروع ہو جاتا ہے۔ رؤیت ہلال میں اگر آسمان غبار آلود یا ابر آلود ہو تو ایک مسلمان کی گواہی کافی ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو پھر کثرت سے آدمیوں کی گواہی درکار ہے۔ جتنے آدمی ہلال دیکھنے میں مشغول ہوں اور صحیح النظر ہوں ان میں سے اکثر کی گواہی معتبر ہے۔ اگر تعداد بہت ہے تو پچاس آدمی کی گواہی کافی ہے۔

انتہائے رمضان شوال کا چاند دیکھنے سے ہے اور اگر بادل ہو تو رمضان کے تیس دن پورے کرنے سے۔ شوال کا چاند دیکھنے میں اگر مطلع صاف نہ ہو تو دو مسلمانوں کی گواہی رؤیت ہلال میں کافی ہے۔ اور اگر مطلع صاف ہے تو پھر جم غفیر کی گواہی چاہیئے۔ یعنی کثرت سے لوگوں کی۔ اور شک کے دن رمضان کا ابتداء منع ہے۔ یعنی شعبان کی آخری تاریخ میں کسی شخص کو یہ شبہ ہو کہ شاید رمضان شروع ہو گیا ہو میں روزہ رکھوں۔ تو یہ روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

دوسری قسم کے روزے نفلی ہیں۔

نفلی وہ روزے ہیں کہ جن کے رکھنے سے ثواب ہے اور نہ رکھنے سے کوئی گناہ نہیں نفلی روزے حسب ذیل ہیں۔ ماہ شوال میں چھ۔ ہر ماہ میں تین۔ پیر اور جمعرات کے دن۔ عرفہ کے دن یعنی ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو بشرطیکہ آدمی حج کے لئے میدان عرفہ میں موجود نہ ہو۔ محرم کی نویں یا دسویں یا دونوں کے روزے۔ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا لیکن سال بھر لگاتار اور بلا فصل روزے رکھنا اور دونوں عیدوں کے دن روزے رکھنے منع ہیں۔ اگر کوئی آدمی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دے تو اس پر قضاء واجب نہیں۔ اس کی قضاء بھی نفلی ہے۔

تیسری قسم کے روزے نذری ہیں۔ یہ ایسے روزے ہیں کہ جو نہ خدا نے فرض کئے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہیں۔ بلکہ انسان خود اپنے ذمہ مقرر کرتا ہے تاکہ اسکے نفس کا تزکیہ ہو یا کسی شرط پر کہ فلاں کام اگر میرا خدا کر دے گا تو میں اتنے روزے رکھوں گا۔ ان لوگوں کا رکھنا بھی ضروری ہو جاتا ہے جن دنوں کی نذر مانی ہے جب وہ دن آئیں گے تو ان دنوں کے روزے رکھنے اس پر ضروری ہوں گے اور اگر ان ایام میں بیمار یا مسافر ہو تو اور دنوں میں ان کی قضاء کرے اور اگر نذری روزے رکھ کر توڑے تو انکی قضاء اس کے ذمہ ہے۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ نذر یا رمضان کے روزے ہوں تو اس کے وارث کو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب۔ وارث کے لئے جائز ہے کہ وہ میت کی طرف سے رمضان اور نذر کے روزے رکھے اور رکھ نہیں سکتا تو اس کی طرف سے فی روزہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ ادا کرے۔

چوتھی قسم روزوں کی کفاری روزے ہیں۔ یہ وہ روزے ہیں کہ جو کسی حکم کے توڑنے کی وجہ سے یا کسی فرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے مومن کے ذمہ پڑتے ہیں تاکہ اس گناہ کا کفارہ ہو۔ اور وہ حسب ذیل ہیں:۔

(الف) اگر کوئی شخص قسم کھا کر توڑے اور دس مسکینوں کا کھانا یا کپڑے یا ایک غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

(ب) جو رمضان کا روزہ جان بوجھ کر توڑے یا کسی مومن کو غلطی سے قتل کرے اور خون بہا دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ یا اپنی بیوی سے ظہار کرے اور غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ شخص ساٹھ روزے لگاتار رکھے۔ اگر ایک روزہ بھی کسی عذر کی وجہ سے چھوڑے تو پھر ابتداء سے شروع کرنا ہوگا۔ یہاں تک کہ ساٹھ روزے پورے ہوں۔ اور جو شخص حج اور عمرہ دونو کرے اور قربانی نہ پائے تو وہ تین روزے مکہ معظمہ میں رکھے اور سات جب اپنے گھر میں واپس آئے تو رکھے اور اسی طرح اگر کسی تکلیف کی وجہ سے احرام کی حالت میں سر منڈائے تو تین دن کے روزے رکھے۔

روزہ میں کون سے کام کرنے جائز اور کون سے منع ہیں

آئینہ دیکھنا۔ مسواک کرنا۔ نہانا۔ تر کپڑا اوپر لینا۔ بدن کو تیل لگانا اور اپنی بیوی کا بوسہ لینا، معانقہ کرنا بشرطیکہ اپنے نفس پر پورا قابو رکھتا ہو۔ حجامت کرانا۔ پچھنے یا سینگی لگوانا۔ سرمہ لگانا۔ خوشبو سونگھنا یا لگانا جائز ہے۔ اگر رات کو رمضان میں اپنی عورت سے جماع کیا ہو اور صبح کے ظاہر ہونے کے بعد غسل جنابت کرے تو روزہ میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ اور رمضان میں روزہ کی حالت میں سو جانے سے اگر احتلام ہو تو بھی روزہ کو کچھ نقصان نہیں۔ کلی کرنا یا کوئی چیز (ضرورتاً) منہ میں ڈالنا جس کا مزہ ہے بشرطیکہ حلق میں نہ اترے تو

روزہ کو نقصان نہیں۔ اپنا تھوک نگلنا جائز ہے۔
حقنہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ روزہ میں لغو باتیں کرنا اور کسی سے لڑائی کرنا منع ہے۔ اگر کوئی لڑائی کرے تو اس کو اتنا کہہ دینا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اگر کوئی شخص سفر کرنے کی حالت میں یا بیماری میں روزہ رکھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اوّل کا فتویٰ یہی تھا کہ وہ روزہ نہیں ہوتا ایسے شخص کو پھر روزہ رکھنا چاہیئے۔

مسئلہ۔ جو شخص روزہ نہ رکھ سکے اور فدیہ دے تو آیا وہ قادیان کے مسکین فنڈ میں بھیجے یا اپنے شہر میں ہی کسی مسکین کو کھلا سکتا ہے؟

جواب۔ اس کے لئے دونوں امر جائز ہیں۔ خواہ قادیان بھیجے خواہ اپنے شہر کے مساکین کو کھلا دے۔

مسئلہ۔ روزہ کا ابتداء و انتہا کیا ہے؟

جواب۔ روزہ کا شروع فجر کے ظاہر ہونے سے ہے یعنی جب مشرق کی طرف صبح کی روشنی مشرق کے کنارہ پر لمبی ظاہر ہو۔ اور روزہ کا انتہاء سورج کی ٹکیہ کا غائب ہونا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لوگ اس وقت تک اچھی حالت میں رہیں گے جب تک روزہ کھولنے میں افطار کے وقت جلدی کریں گے اور سحری کھانے میں دیر کریں گے یعنی فجر کے نمودار ہونے سے پہلے قریب ہی بند کریں گے۔ اور سحری کا کھانا مبارک کھانا ہے اس کو ضرور رکھانا چاہیئے ہاں اگر کسی شخص کی بیداری نہ ہو تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ ہاں روزہ رکھنا اس پر ضروری ہے۔

مسئلہ۔ رمضان میں تراویح کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ افضل نماز رات کے نوافل ہیں سے وہی ہے جو رات کے آخری حصہ میں ہو اور آدمی گھر میں پڑھے اور اس میں لمبا قیام اور لمبی دعا ہو۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ مسجد میں کسی حافظ یا قرآن خواں کی اقتداء میں عشاء کی نماز کے بعد یا سحری کے وقت پڑھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں یہی تعامل رہا اور قادیان میں بھی یہی تعامل ہے کہ ابتدائے شب میں بڑی مسجد (مسجد اقصیٰ) میں تراویح کی نماز ہوتی ہے اور آخری شب میں چھوٹی مسجد (مسجد مبارک) میں تراویح کی جماعت ہوتی ہے۔

تراویح کے امام کے متعلق یہ خیال رہے کہ اس سے تراویح کے عوض میں پہلے کوئی رقم مقرر نہ کی جائے۔ ہاں تراویح کے ختم ہونے پر خدا ترسی کے طور پر اس کی کچھ خدمت کر دی جائے تو مضائقہ نہیں۔

(ماخوذ از کتاب فقہ احمدیہ)

بشکریہ ماہنامہ الفرقان ربوہ

دسمبر 1968

۵

حضرت امیر المومنین کا دورہ ماریشس

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۹۳ء کو ماریشس کے دورہ پر تشریف لے گئے تھے۔ اس دورہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ ماریشس کے مختلف مشنوں کا معائنہ فرمایا اور جماعت کے متعدد خاندانوں اور افراد جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

علاوہ ازیں صدر مملکت، نائب صدر مملکت، وزیر اعظم اور ملک کی دیگر اہم شخصیات سے ملاقاتیں کی اور تبادلہ خیالات فرمایا اور پریس کانفرنسوں سے بھی خطاب فرمایا۔

اس دورہ کی ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۳ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قادیان کے عالمی جلسہ سالانہ میں مواصلاتی سیارے کے ذریعہ خطاب فرمایا جو ساری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔

اس خطاب میں اس خدائی تقدیر کا بھی ذکر فرمایا کہ قادیان سے جب بیرونی ممالک میں مبلغین بھجوائے گئے تو پہلا مبلغ انگلستان اور دوسرا مبلغ ماریشس بھجوایا گیا۔ بالکل اسی طرح قادیان کے عالمی جلسہ سالانہ میں خلیفۃ المسیح کی مواصلاتی سیارے کے ذریعہ شرکت پہلی دفعہ انگلستان سے اور دوسری دفعہ ماریشس سے ہوئی۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ دورہ ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت رہا ہے۔

ضروری اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۹۳ء سے مکرم منیر احمد صاحب جاوید کو لندن میں ایڈیشنل پرائیویٹ سیکرٹری نمبر ۱ اور مکرم نصیر احمد صاحب قمر کو ایڈیشنل پرائیویٹ سیکرٹری نمبر ۲ مقرر فرمایا ہے۔

مکرم منیر احمد صاحب جاوید بنیادی طور پر دفتری ڈاک، پیغامات کی وصولی، ارشادات حضور انور ایدہ اللہ کی تعمیل اور حضور انور کی روزمرہ کی ملاقاتوں و دیگر پروگراموں کی تشکیل وغیرہ کا کام کریں گے۔

مکرم نصیر احمد صاحب قمر کے ذمہ عمومی طور پر حسب ذیل امور ہوں گے۔ مفوضہ امور کی سرانجام دہی، خطبہ جمعہ کا تحریر کرنا، شعبہ سمعی و بصری اور اخبارات و رسائل کے سلسلہ میں حضور انور کی ہدایات اور ارشادات کی تعمیل وغیرہ کی نگرانی کرنا۔ نیز جو دیگر کام ان کے سپرد ہوں ان کو سرانجام دینا۔

براہ کرم یہ تبدیلی نوٹ فرمالیں۔

(ہادی علی چودھری۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

فطرانہ و عید فنڈ

فطرانہ کی وجہ تسمیہ

فطرانہ مالی عبادات میں سے ہے۔ اس کو "صدقۃ الفطر" یا زکوٰۃ الفطر بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا تعلق رمضان المبارک کے روزوں کے اختتام سے ہے جس کو عربی میں "فطر" یا "افطار" کہا جاتا ہے۔ اس صدقہ یا مالی عبادات کے ذریعہ سے گویا اللہ تعالیٰ روزہ دار کی عبادت میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو اُسے معاف فرما دیتا ہے۔

دوسری وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ "فطر" سے مراد در اصل "فطرت" یعنی انسان کی پیدائش ہے اور فطرانہ اس پیدائش اور زندہ رہنے کے حق کا صدقہ ہے یہی وجہ ہے کہ ایک چھوٹے بچے کی طرف سے بھی یہ قربانی پیش کی جاتی ہے جو عید سے قبل پیدا ہو۔

فطرانہ کا حکم

علماء میں اس بات میں اختلاف ہے کہ صدقۃ الفطر "فرض" ہے "واجب" ہے یا "سنت"۔ اکثر علماء اس کے "واجب" ہونے کے قائل ہیں بعض کے نزدیک یہ مالی قربانی "فرض" ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ قربانی "سنت" ہے بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ قربانی "زکوٰۃ" کے حکم سے قبل فرض یا واجب تھی لیکن بعد میں "منسوخ" ہوگئی۔ حنفی علماء اس کے "وجوب" کے قائل ہیں اکثر حنبلی، شافعی اور مالکی علماء کے نزدیک بھی یہ "واجب" ہے لیکن اس کی تفصیل میں ان کے نزدیک اختلاف ہے۔

نظارت بیت المال صدر انجمن احمدیہ کی شائع کردہ "نظام بیت المال" نامی کتاب میں فطرانہ یا صدقۃ الفطر کو "واجب" قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھیں ص۵۹)

صدقۃ الفطر کی مقدار

صدقۃ الفطر کی مقدار ایک "صاع" ہے جو مختلف اجناس کے لحاظ سے ادا کیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں چند ایک روایات درج ذیل ہیں۔

(عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ۔

قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ) صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ مِنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ سُلْتٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ أَقِطٍ وَفِي رِوَايَةٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ دَقِيْقٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

اسی مضمون کی روایات حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت ابوہریرہ سے بھی مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اجناس پر "ایک صاع" صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے۔

بعض روایات میں "نصف صاع" کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابوالمسیّب رضی اللہ عنہ کی ایک روائت سے نصف صاع گندم بطور صدقۃ الفطر پیش کرنے کا پتہ لگتا ہے۔ احناف کے نزدیک بعض اجناس پر نصف صاع صدقۃ الفطر دینا جائز ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ جنس کی مقدار کی قیمت کا اندازہ کر کے نقدی کی صورت میں صدقۃ الفطر ادا کر دیا جائے۔ ایک صاع کے وزن کے بارہ میں بھی اختلاف ہے۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک بالعموم ایک صاع، پونے تین سیر کے قریب تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور پاکستان میں ہر سال نظارت بیت المال کی طرف سے ایک عمومی اندازہ مقرر کر کے اس کا اعلان رقم کی صورت میں کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا روایات سے ظاہر ہے مختلف اجناس کی قیمتوں کے لحاظ سے یہ رقم مختلف ہو سکتی ہے۔ پاکستان میں بالعموم گندم کی اوسط قیمت کو مدنظر رکھ کر "صدقۃ الفطر" کی رقم مقرر کی جاتی ہے۔ اور یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو احباب پوری شرح کے ساتھ ادائیگی نہ کر سکتے ہوں ان کے لئے جائز ہے کہ وہ نصف شرح سے ادائیگی کر دیں۔

صدقۃ الفطر کس پر واجب ہے؟

فطرانہ یا صدقۃ الفطر کی ادائیگی امیر ہو یا غریب سب پر واجب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔

أَمَّا الْغَنِيُّ فَيُزَكِّيْهِ اللّٰهُ وَأَمَّا الْفَقِيْرُ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطٰى۔

یعنی امیر اگر ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے اس کے تزکیہ کا موجب بنائے گا اور فقیر ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اموال میں برکت دے گا اور جتنی رقم اس نے صدقۃ الفطر کے طور پر ادا کی ہوگی اس سے زیادہ اُس کو واپس دے گا۔ مستدرک حاکمؒ میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ایک روائت سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضورؐ نے صدقۃ الفطر کی ادائیگی مرد عورت، بچہ بڑا، آزاد غلام سب پر واجب قرار دی ہے۔ صحیح بخاریؒ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روائت کے مطابق چھوٹے بڑے، آزاد غلام سب پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔

صدقۃ الفطر کی تقسیم

صدقۃ الفطر کی تقسیم کے بارہ میں نظارت بیت المال صدر انجمن احمدیہ

باقی ص۱۴ پر

قطب شمالی میں تعمیر ہونے والی مسجد کے لئے مالی تحریک

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قطب شمالی کے انتہائی مقام NORDKAPP میں مورخہ ۲۵ جون ۱۹۹۳ء کو تاریخی جمعہ ارشاد فرمایا جس میں حضور انور نے اس علاقہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پہلی مسجد تعمیر کرنے کا اعلان فرمایا اور اس کی تاریخی اہمیت درج ذیل الفاظ میں بیان فرمائی۔

"جہاں تک میں نے نظر دوڑا کر دیکھا ہے مجھے اس بات کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا کہ آج سے پہلے ایسے علاقوں میں جہاں چھ مہینے کا دن چڑھا ہو یا چوبیس گھنٹے سے زائد کا کہیں دن ہو وہاں باقاعدہ کبھی پانچ وقت کی نمازیں ایک جگہ با جماعت ادا کی گئی ہوں اور پھر جمعہ اس طرح با جماعت ادا کیا گیا ہو کہ امت مسلمہ کے ہر طبقے کی نمائندگی اس میں کی گئی ہو۔ مثلاً انصار کی عمر کے لوگ بھی ہوں، خدام کی عمر کے لوگ بھی ہوں، بچے بھی ہوں، مرد بھی ہوں اور عورتیں بھی ہوں۔ یہ واقعہ میرے اندازے کے مطابق پہلی دفعہ رونما ہو رہا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ان غیر معمولی وقت کے علاقوں میں باقاعدہ با جماعت پانچ نمازیں پڑھنے کی توفیق ملی اور یہ سلسلہ کل سے شروع ہوا۔ کل ہم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں یہاں ادا کیں اور اس کے بعد یہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہمارے اندازے کے مطابق صبح کا وقت ہوا اور پھر صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد یہاں سے اس کیمپ کی طرف روانہ ہوئے جہاں ہمارا قیام ہے اور پھر اب جمعہ کے لئے آگئے ہیں جہاں جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز بھی پڑھی جائے گی۔ پس اس اس پہلو سے اس طرح با جماعت پانچ نمازیں یہاں ادا کی گئی ہیں کہ اس میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بچے بھی ہیں۔ سب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں شامل ہیں اور یہ جمعہ اس پہلو سے وہ تاریخی جمعہ ہے کہ جس میں پہلی بار ان غیر معمولی اوقات کے علاقوں میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کو پورا کرتے ہوئے ہم جمعہ کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔"

حضور انور نے مسجد کی تعمیر کا اعلان کرتے ہوئے اپنی طرف سے نیز اپنی فیملی کی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ کا وعدہ فرمایا۔ ممبران قافلہ نے بھی موقع پر ہی اپنی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ کا وعدہ پیش کر دیا۔

اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس علاقہ میں مسجد کی تعمیر کے لئے زمین حاصل کر لی گئی ہے اور جیسا کہ احباب کو علم بھی ہو چکا ہو گا کہ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ اکتوبر ۱۹۹۳ء میں اس مسجد کی تعمیر کے لئے باقاعدہ طور پر مالی تحریک کا اعلان بھی فرما دیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور انور نے ہدایت فرمائی ہے کہ اس تحریک کے براہ راست مخاطب تو جماعت ناروے ہے مگر چونکہ یہ ایک تاریخی موقعہ ہے اس لئے دوسرے ممالک کے احباب کے لئے بھی اس میں حصہ لینا تاریخی سعادت کا موجب ہو گا۔ لہٰذا جو احباب جماعت اس تحریک میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان سے وعدہ جات لے کر ان کی فہرست وکالت ہٰذا کو بھجوا کر ممنون فرماویں۔ جزاکم اللہ واحسن الجزاء۔

اللہ آپ کے ساتھ ہو

والسلام خاکسار (محمد شریف اشرف) ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن

مصلح موعود کا دعویٰ

مصلح موعود کی زبانی

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 20 فروری 1944 کو ہوشیار پور کے ایک جلسۂ عام میں اپنے بارہ میں مصلح موعود ہونے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

" میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے۔ جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعودؑ کا نام پہنچانا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور موعود بھی آئیں گے اور بعض ایسے موعود بھی ہوں گے جو صدیوں کے بعد پیدا ہوں گے بلکہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا۔ جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہو گا نازل ہو گی اور وہ میرے نقش قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا۔ پس آنے والے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اپنے اپنے وقت پر آئیں گے۔

میں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ پیش گوئی جو حضرت مسیح موعودؑ پر اس شہر ہوشیار پور میں سامنے والے مکان میں نازل ہوئی جس کا اعلان آپ نے اس شہر سے فرمایا اور جس کے متعلق فرمایا کہ وہ نو سال کے عرصہ میں پیدا ہو گا وہ پیش گوئی میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے۔ اور اب کوئی نہیں جو اس پیش گوئی کا مصداق ہو سکے۔"

(الفضل 19 فروری 1960)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

AHMADIYYA MUSLIM FOREIGN MISSIONS OFFICE

INTERNATIONAL HEADQUARTERS RABWAH, PAKISTAN

London Office: 16 Gressenhall Road, London SW18 5QL, U.K. Telephone: 081-870 6134
Cables: Islamabad London, Telex: 262433 MON REF.G 1292, Fax: 081-870 1095

Ref: T- 19
Date 9-1-94

مکرم ومحترم

سرکلر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رنگین تصویر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ میں آئی تو آپ نے اس کو رنگین بنانے کے فعل پر کراہت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے بھی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی رنگین تصویر بنائی ہے انہوں نے ناجائز حرکت کی ہے اور اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فوراً یہ سلسلہ بند کریں۔ پہلے بھی میں نے سختی سے اس سے منع کیا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں کہاں رنگین تصاویر کا رواج تھا۔ کلر فلمنگ تو بہت بعد کی ایجاد ہے۔ اس لئے اصل جیسی تھی ویسی ہی رہنے دیں اور ہرگز اصل کو نہ چھیڑا جائے۔ جس کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصاویر بنا رکھی ہیں یا خرید کر گھروں میں لگائی ہوئی ہیں یا البمز میں محفوظ رکھی ہیں وہ سب ان کو تلف کر دیں اور جو لوگ یہ کاروبار کر رہے ہیں وہ استغفار کریں کہ انہوں نے یہ حرکت کرکے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اب اس کا خمیازہ یہی ہے کہ جو بھی رنگین تصویر حضرت مسیح موعودؑ ان کے پاس ہے وہ اسے ضائع کر دیں۔ جو اصل ہے وہی ہمارے لئے کافی ہے اسمیں رنگ بھرنا نہ صرف تصنع ہے بلکہ خطرناک حد تک اصل سے ہٹا دیتا ہے اس لئے یہ سلسلہ بند کیا جائے اور آئندہ ایسی حرکت کا اعادہ نہ ہو۔

براہ مہربانی اپنے ملک کی جملہ جماعتوں کو اس سے آگاہ کر دیں۔ جزاکم اللہ۔ والسلام

خاکسار

[signature]

المصلح الموعود

وہ رنگ تفسیر سے، حسن دعا، عاشق حق میں نابود ہوا
چالیس شبوں کا اک سجدہ حاصل جس سے محمود ہوا

وہ صدق و محبت صبر و وفا، وہ درد و غم کا فگار رہا
وہ زاری و گریہ، آہ و بکا، دل تھل ہو کر مقصود رہا

وہ جب جری کو اک طلب، وقت آنے پہ مقدر ہو شب
کر دیں خدا تھا جان غیب، جو شعلہ تھا وہ وجود ہوا

سن لی یہ دعا جب رحمان نے، تھا درستے جاں سے یزداں نے
وعدہ جو دیا تھا قرآں نے مسلم پھر سے مسعود ہوا

وہ بحر محبت الٰہی کا، وہ اول و آخر کا مظہر!
وہ ایک مسیح کا لخت جگر، قدرت کا نشاں مقصود ہوا

وہ فضل و رحمت کا نشاں، اک کلمہ حق قدرت کا بیاں
وہ فتح و ظفر کا کلید رفیعاں، اس عالم پہ مشہود ہوا

وہ صورت و سیرت خوب بنا اک عالم کا محبوب بنا
عشاق کا وہ مطلوب بنا مشہور ہوا، محمود ہوا

وہ باب علوم روح و بدن وہ بانی فنون شعر و سخن
وہ ناز جنون دل عشق و لگن کس شان سے لامحدود رہا

نازک تھا بدن پر پارہ سے بنتے تھے عزم اعدا سے
وہ خون میں ڈوبا وار سہے اور دشمن ہی نابود ہوا

وہ عشق خدا کا مستانہ، وہ ختم رسل کا پروانہ
وہ دین ہدیٰ کا دیوانہ، المصلح الموعود ہوا

(مبشر احمد - مبلغ سلسلہ
ساؤتھ ایسٹ ریجن)

احباب جماعت کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ واشنگٹن میں زیر تعمیر مسجد کا نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت **مسجد بیت الرحمٰن** رکھا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ آپ سب کو بہت بہت مبارک ہو اسکی تعمیر امسال جون تک مکمل ہو گی انشاءاللہ۔

بفضل خدا احباب جماعت کی اکثریت اسکی تعمیر کے سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے لیکن ابھی بہت سے ایسے بھی ہیں جنہیں خدا کے اس گھر کی تعمیر خدا کے دیئے ہوئے اموال میں سے مالی قربانی کیلئے کھلی عام دعوت دے رہی ہے۔

آئیے اور اس دعوت کو بخوشی قبول کیجئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خدا کے اس گھر کی تعمیر میں حصہ لے کر دنیا اور آخرت میں اپنے گھروں کی ضمانت حاصل کیجئے۔

خدا کرے یہ مسجد بیت الرحمٰن عباد الرحمٰن سے بھر جائے۔ آمین